رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور ان کے خاندان و متعلقین بالخصوص ان کے فرزند مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث کو ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں آمین یارب العالمین۔

دیار مغرب کے مسلمان
مسائل، ذمہ داریاں، لائحہ عمل

خطبات ونگارشات: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

ترتیب وتدوین: محمد عمار خان ناصر / محمد یونس قاسمی

]صفحات: ۲۶۴[

ناشر: اقبال انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ، اسلام آباد

051-9262262

مولانا عبید اختر رحمانی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نظریہ تخریج

ایک تنقیدی جائزہ-۳

اب ہم ذیل میں چند وہ مثالیں ذکر کریں گے جن سے واضح ہوگا کہ امام صاحب نے نہ صرف ابراہیم نخعی کے قول کو ترک کیا ہے بلکہ فقہاء کوفہ کو چھوڑ کر اس معاملہ مکی اور مدنی فقہ سے اور فقہاء سے استفادہ کیا ہے۔

مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ الْإِمَامُ، قَالَ: «لَايُجْزِئُهُ» وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: «إِذَاجَلَسَقَدْرَالتَّشَهُّدِأَجْزَأَهُ» قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: قَوْلِي قَوْلُ عَطَاءٍ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِقَوْلِ عَطَاءٍ نَأْخُذُ نَحْنُ أَيْضًا (کتاب الآثار للامام محمدؒ، ص: 1/475)

جو شخص امام کے پیچھے تشہد کے بقدر بیٹھے (قعدہ اخیرہ میں) اور پھر امام کے سلام پھیرنے سے قبل چلا جائے، ایسے شخص کے بارے میں ابراہیم کی رائے یہ ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوئی اور عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ جب وہ امام کے پیچھے تشہد کے بقدر بیٹھ چکا تو اس کی نماز ہوجائے گی، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں عطا کا قول میرا قول ہے، امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم بھی عطاء کے ہی قول کو اختیار کرتے ہیں۔

مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا تَخَالَجَكَ أَمْرَانِ، فَظُنَّ أَنَّ أَقْرَبَهُمَا إِلَى الْحَقِّ أَوْسَعُهُمَا»مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّهُ قَالَ: «يُعِيدُ مَرَّةً»قَالَمُحَمَّدٌ: وَبِهِنَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (کتاب الآثار للامام محمدؒ، ص: 463]

جب کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اس بارے میں عطا بن ابی رباح کا قول یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ہو تو نماز کو لوٹانا چاہئے، امام محمد فرماتے ہیں کہ مجھے یہی قول پسند ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا بھی ہے۔

مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ [ص:470] أَبِي هِنْدٍ،

قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: إِنَّ فُلَانًا عَطَسَ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَشَمَّتَهُ فُلَانٌ، قَالَ: «مُرْهُ فَلَا يَعُودَنَّ»[ص:471] قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ. الْخُطْبَةُ بِمَنْزِلَةِ الصَّلَاةِ لَا يُشَمَّتُ فِيهَا الْعَاطِسُ ، وَلَا يُرَدُّ فِيهَا السَّلَامُ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (کتاب الآثار للامام محمدؒ، ص :472]

مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «يُرَدُّ السَّلَامُ وَيُشَمَّتُ الْعَاطِسُ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ» قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَسْنَا نَأْخُذُ بِهَذَا، وَلَكِنَّا نَأْخُذُ بِقَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى (کتاب الآثار للامام محمدؒ، ص :469]

جب جمعہ کا خطبہ شروع ہو، ایسے میں اگر کوئی سلام کرے، یا کسی کو چھینک آجائے اس کا جواب دینے کے بارے میں سعید بن المسیب کی رائے یہ ہے کہ نہ سلام کا جواب دیا جائے اور نہ چھینک کا، جب کہ ابراہیم نخعی کی رائے یہ ہے کہ سلام اور چھینک کا جواب دیا جائے، امام محمد فرماتے ہیں ہم ابراہیم نخعی کے قول کو اختیار نہیں کرتے ہیں، ہم اس مسئلہ میں سعید بن المسیب کا قول اختیار کرتے ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

کتاب الآثار حضرت شاہ ولی اللہ کے موقف کی دلیل نہیں، بلکہ ان کی بات کی تردید کرتی ہے اور اس بات کو بخوبی واضح کرتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اپنے قول اور مسلک میں کسی علاقائی حد بندی میں محدود نہیں رہے بلکہ انہوں نے ہر جگہ سے کسب فیض کیا ہے، چاہے وہ کوفی فقہ ہو، مکی فقہ ہو یا مدنی فقہ ہو اور حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ کہنا کہ ''وہ ابراہیم کے اقوال سے باہر نہیں جاتے اور اگر ابراہیم کے اقوال سے کہیں باہر نکلتے بھی ہیں تو فقہائے کوفہ کے اقوال سے باہر نہیں جاتے'' اس کی بہترین تردید خود کتاب الآثار کر رہی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا یہ کلام کہ امام صاحب فقہ کوفی کے متبع ہیں، اس کی احسن طور پر تردید خود امام شافعی کی کتاب الام میں باب اختلاف علی وعبداللہ بن مسعود سے ہوتی ہے، جس میں امام شافعی نے ان مسائل کی نشاندہی کی ہے، جہاں احناف نے یا امام ابوحنیفہؒ نے حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کے قول سے اختلاف کیا ہے اور یہ باب خاصا طویل ہے، تعجب ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ امام شافعی کے ساتھ خصوصی شغف رکھتے ہیں (الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، ص: ۸۶) اور ان کی کتابوں میں کتاب الام کا حوالہ بھی ملتا ہے، ان کی نظر کیسے اس باب میں چوک گئی؟ حضرت امام شافعی کا طرز عمل اس باب میں یہ ہے کہ وہ اولاً حضرت علیؓ یا حضرت عبداللہ بن مسعود کی فقہی رائے نقل کرتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ اس مسئلہ پر احناف کا عمل نہیں ہے، امام شافعی نے اس کا اہتمام کیا ہے کہ ہر اہم فقہی باب میں ان حضرات کی رائے نقل کرنے کے بعد یہ بتایا جائے کہ اس رائے پر احناف عمل نہیں کرتے ہیں (دیکھئے، کتاب الام للامام الشافعی ۷ ؍ ۱۷۲ تا ۷ ؍ ۲۰۰) صرف نمونہ کے لحاظ سے ایک مثال ذکر کی جاتی ہے:

أَخْبَرَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ